انبیاء علیہم السلام

کو بشر کہنا کفار کا شیوہ ہے

تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ



www.faizahmedowaisi.com
uwaysi books

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ الۡاَمِیۡنِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

امابعد! اہل سنت رسول اللہ ﷺ اور جملہ انبیاء علیہم السلام کو کامل بشر (انسان) مانتے ہیں بشریت کی کوئی بھی ان میں کمی نہیں سمجھتے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں جملہ آلائش (گندگی) بشریہ اور تمام کثافتوں (غلاظتوں) سے ایسا پاکیزہ اور مقدس بنایا ہے کہ ان کی بشریت نور ہی نور ہو گئی۔ یہی اکابر و اسلاف کا عقیدہ ہے جن کی تصریحات (وضاحت) آخر میں عرض کروں گا۔ اس کے باوجود اہل سنت حضور نبی پاک ﷺ یونہی دیگر انبیاء علیہم السلام پر بشریت کا اطلاق بے ادبی و گستاخی سمجھتے ہیں اس کے چند وجوہ ہیں۔ فقیر یہاں پر مختصراً اس کی تشریح عرض کرتا ہے مثلاً انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا کفار و مشرکین کا شیوہ (طریقہ) رہا سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام کو ابلیس نے بشر کہا۔ فقیر پہلے اجمالی (مختصر) نقشہ پیش کرتا ہے اس کے بعد ان کی تفصیل عرض کروں گا۔

(ان شاء اللّٰہ)

وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ علی نبیہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۷ محرم الحرام شریف ۱۴۲۵ھ

بروز ہفتہ قبل الصلوٰۃ الظہر

کس نبی علیہ السلام کو کفار نے بشر کہا؟

★ابلیس نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو:

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَکَ اَلَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ o قَالَ لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَه مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ o [1]

(پارہ ۱۴، سورۃالحجر، آیت ۳۳،۳۲)

★حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو: فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِه مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ۔ [2] (پارہ ۱۸، سورۃ مومنون، آیت ۲۴)

★حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو:

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یَاْکُلُ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ مِنْهُ وَ یَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ o وَ لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَکُمْ اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ o [3] (پارہ ۱۸، سورۃ مومنون، آیت ۳۴،۳۳)

★حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو: مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ o [4] (پارہ ۱۹، سورۃالشعراء، آیت ۱۵۴)

★حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو:

وَ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ o فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ o [5]

(پارہ ۱۹، سورۃالشعراء، آیت ۱۸۶،۱۸۷)

★حضرت نوح، حضرت ہود وغیرہما علیہم الصلوٰۃ والسلام کو:

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَدْعُوْکُمْ لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَ یُؤَخِّرَکُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی

قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ o قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِه وَ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِیَکُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ عَلَی اللّٰهِ

---

1) ترجمہ کنزالایمان: فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا۔ بولا مجھے زیبا نہیں کہ بَشَر کو سجدہ کروں جسے تو نے بَجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

2) ترجمہ کنزالایمان: تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی ۔

3) ترجمہ کنزالایمان: اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے اُنہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اُسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے۔ اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو۔

4) ترجمہ کنزالایمان: تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو۔

5) ترجمہ کنزالایمان: تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو۔

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ [6] (پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم ، آیت ۱۰،۱۱)

★ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو:

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَ قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ [7] (پارہ ۱۸، سورۃ المومنون ، آیت ۴۷،۴۸)

★ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو حواری صادق و مصدوق کو:

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ مَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ [8] (پارہ ۲۲، سورۃ یٰسین ، آیت ۱۵)

★ حضرت اسحاق، حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب ، حضرت نوح، حضرت داؤد، حضرت سلیمان ، حضرت ایوب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت الیاس، حضرت اسماعیل، حضرت یسع، حضرت یونس، حضرت لوط علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو:

وَ تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ ... وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَ لَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ [9] (پارہ ۷، سورۃ انعام ، آیت ۸۳ تا ۹۱)

---

6) ترجمہ کنزالایمان: ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے اور موت کے مقرر وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ۔ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے حکم سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

7) ترجمہ کنزالایمان: تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے۔ تو اُنہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کیے ہوؤں میں ہوگئے۔

8) ترجمہ کنزالایمان: بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمٰن نے کچھ نہیں اُتارا تم نرے جھوٹے ہو۔

9) ترجمہ کنزالایمان: اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں بے شک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے۔ اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کیے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داود اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں۔ اور اسمٰعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔ اور کچھ ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو اور ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا۔ یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تو اگر یہ لوگ اس سے منکر ہوں تو ہم نے اس کے لیے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے جو انکار والی نہیں۔ یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو۔ اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا تم فرماؤ کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور لوگوں کے لیے ہدایت جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنا لیے ظاہر کرتے ہو اور بہت سا چھپا لیتے ہو اور تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو اللہ کہو پھر انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودگی میں کھیلتا۔

★ جملہ انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو:

اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّهٗ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡهِمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ یَّهۡدُوۡنَنَا ۫ فَکَفَرُوۡا وَ تَوَلَّوۡا وَّ اسۡتَغۡنَی اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ۝ [10] (پارہ ۲۸، سورۃ التغابن، آیت ۵،۶)

★ حضور اقدس سید المرسلین ﷺ کو:

وَ قَالُوۡا مَالِ هٰذَا الرَّسُوۡلِ یَاۡکُلُ الطَّعَامَ وَ یَمۡشِیۡ فِی الۡاَسۡوَاقِ ؕ لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡهِ مَلَکٌ فَیَکُوۡنَ مَعَهٗ نَذِیۡرًا ۝ [11]

(پارہ ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۷)

★ حضور اقدس سید المرسلین ﷺ کو:

لَاهِیَۃً قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّجۡوَی ٭ۖ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ٭ۖ هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ ۚ اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَ اَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ۝ [12]

(پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۳)

★ حضور اقدس سید المرسلین ﷺ کو:

اَوۡ یَکُوۡنَ لَکَ بَیۡتٌ مِّنۡ زُخۡرُفٍ اَوۡ تَرۡقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَ لَنۡ نُّؤۡمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیۡنَا کِتٰبًا نَّقۡرَؤُهٗ ؕ قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ هَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۝ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۝ [13]

(پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۹۴،۹۳)

خلاصہ یہ کہ ہر نبی کے دور کے کفار و مشرکین نے اپنے زمانے کے نبی پر ایمان لانے سے لوگوں کو روکنے کے لئے نبی کو اپنے جیسا بشر کہا اور اپنے اس کہنے سے نبی کی شان میں توہین و تنقیص ہی مراد لی تھی۔

شیطان نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہا: قرآن مجید میں کئی مقام پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اول انسان، ابو البشر سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب پیدا فرمایا تو تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل

---

10) ترجمہ کنزالایمان: کیا تمہیں ان کی خبر نہ آئی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لاتے تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

11) ترجمہ کنزالایمان: اور بولے اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے کیوں نہ اُتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ اُن کے ساتھ ڈر سناتا۔

12) ترجمہ کنزالایمان: اُن کے دل کھیل میں پڑے ہیں اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مَشوَرَت کی کہ یہ کون ہیں ایک تم ہی جیسے آدمی تو ہیں کیا جادو کے پاس جاتے ہو دیکھ بھال کر۔

13) ترجمہ کنزالایمان: یا تمہارے لیے طلائی (سونے کا) گھر ہو یا تم آسمان میں چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا۔ اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا۔

کرتے ہوئے تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا لیکن ابلیس لعین نے سجدہ نہ کیا اور سجدہ نہ کرنے کے جرم کی پاداش میں اس کی لاکھوں برس کی عبادت وریاضت اکارت وبرباد ہوگئی اور وہ اللہ کے مقرب بندے کے عہدے سے معزول ہو کر مردود وملعون بن گیا(اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "ابلیس تادیوبند" میں دیکھئے) قرآن مجید میں ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعظیم کا سجدہ نہ کیا اس کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو اس نے کیا جواب دیا؟ وہ دیکھیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَکَ اَلَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ o قَالَ لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَه مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ o

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ o وَّاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ o (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۳۲تا۳۵)

ترجمہ: فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا۔ بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔ فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے اور بیشک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔

قارئین کرام! اس آیت کو اور اس کے ترجمہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ قرآن مجید نے صاف فیصلہ فرما کر یہ بات ظاہر فرمادی کہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "بشر" ہونے کی وجہ سے ہی سجدہ نہ کیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے سجدہ نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے وہی جواب دیا جو ہمارا موضوع ہے یعنی یہی کہا کہ میں بشر کو سجدہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس گستاخانہ بات سے لعنتی بنا کر جنت سے باہر نکال دیا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے بشر کہا: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کفار کو بت پرستی وغیرہ سے روکا تو کافروں نے کہا:

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِه مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْکُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِکَةً۔

(پارہ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۲۴)

ترجمہ: تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے اور اللہ چاہتا تو فرشتے اتارتا۔

فائدہ: اس آیت سے ایک بات یہ ثابت ہوئی کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والے کافر تھے کیونکہ آیت میں "فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" کے الفاظ وارد ہیں اور جس کا ترجمہ "جن سرداروں نے کفر کیا وہ بولے" ہوتا ہے۔ نبی کے لئے لفظ "اپنے جیسا بشر" کا استعمال کرنا زمانہ قدیم کے کافروں کا طریقہ ہے۔

حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام: حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ نے اپنی قوم کو توحید خالص کا پیغام دیا اور لوگوں کو اصنام پرستش یعنی بتوں کی پوجا کرنے اور بتوں کو اپنا معبود ماننے سے روکا اور صرف ایک اللہ واحد القہار کی عبادت کرنے کی نصیحت فرمائی تو ان کی قوم کے کافروں نے قوم کے لوگوں کو مخاطب کرکے کہا کہ ان کی بات مت مانو یہ تمہاری طرح بشر ہیں، تمہاری طرح کھاتے پیتے ہیں۔

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

(پارہ ۱۸، سورۃ المومنون)

ترجمہ: کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو۔

فائدہ: مندرجہ بالا آیت میں قومِ نوح، قومِ ہود، قومِ عاد کے کفار کا مقولہ بیان کیا گیا ہے گویا یہ کئی گستاخ قوموں، کافروں کا مقولہ ہے جو ہمارا موضوع ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قومِ نوح، قومِ ہود اور قومِ عاد کے کافروں نے بھی اپنے اپنے نبی کو اپنے جیسا بشر کہا تھا اور ان کے انسان ہونے، کھانے پینے اور بتقاضائے بشری کے افعال کو دلیل بنا کر ان کو اپنے جیسا بشر ثابت کرنے کی سعیٔ ناکام کی تھی۔ معلوم ہوا کہ جو مؤمن نہیں ہوتا وہی اپنے نبی کو اپنے جیسا بشر کہنے کی گستاخی کرتا ہے اور بشر کا بہانہ پیش کرکے نبی کریم ﷺ کی گستاخی و بے ادبی کی باتیں بناتے ہیں۔

حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام: حضرت صالح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنی قوم کو برائیوں سے روکا اور خدا کے عذاب سے ڈرایا تو ان کی قوم نے ان کے پیغام کو جھٹلانے کے لئے "بشر" ہونے کا ہی بہانہ پیش کیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۱۴۱)

ترجمہ: ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔

پھر چند آیتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۱۵۴)

ترجمہ: تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو۔

فائدہ: اس آیت میں ارشاد ہے کہ قومِ ثمود نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے سے لوگوں کو روکنے کے لئے یہ بات ہی اٹھائی کہ تم تو ہماری طرح بشر (آدمی) ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہنے کا ان کا مقصد صرف یہی تھا کہ حضرت صالح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہہ کر ان کی شان و عظمت گھٹائی جائے تاکہ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت و تعظیم جمنے نہ پائے۔ حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہہ کر ان کی صداقت کو بھی چیلنج کیا اور یہاں تک کہ نبی اور رسول ہونے کے دعوے میں نشانی (معجزہ) طلب کیا۔

حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام: حضرت شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اصحب لئیکۃ یعنی "بن والوں" نے اپنے جیسا بشر کہہ کر جھٹلایا۔ یہ بَن (صحرا) مدین کے قریب واقع تھا۔ جس میں کثیر تعداد میں درخت اور جھاڑیاں تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تھا جیسا کہ اہل مدین کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ (خزائن العرفان)

فائدہ: اصحابِ مدین اور بَن والوں میں یہ خرابی تھی کہ وہ ناپ تول میں بے ایمانی کرتے تھے اور کم تولتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ رہزنی یعنی لوٹ مار اور ڈکیتی کا پیشہ کرتے تھے اور لوگوں کو لوٹ لیتے تھے اور ان کی کھیتیاں تباہ وبرباد کر دیتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اللہ کا ڈر سنایا اور ان افعال رذیلہ وقبیحہ سے باز آنے کی نصیحت فرمائی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی رُشد وہدایت پر مشتمل باتوں کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا لہٰذا انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی اطاعت سے لوگوں کو روکنے کے لئے وہی "بشر" ہونے کا بہانہ پیش کیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۱۸۵، ۱۸۶)

ترجمہ: بولے تم پر جادو ہوا ہے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بیشک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

قومِ ثمود وغیرہ اور انبیاء کرام علیہ الصلوۃ والسلام: کفار قومِ ثمود نے بھی قومِ نوح اور قومِ عاد کی طرح اپنے نبی کو اپنے جیسا بشر کہنے کی گستاخی کر کے لوگوں کو ان کی رسالت کا انکار کرنے پر اُبھارنے کی رذیل حرکت کی تھی۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۔ (پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۹)

ترجمہ: کیا تمہیں ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھیں نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے۔

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۱۰)

ترجمہ: بولے تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو۔ تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ۔

فائدہ: اس آیت میں صاف بیان ہے کہ قومِ ثمود، قومِ نوح، قومِ عاد اور بعد کی دیگر اقوام کے کافروں نے اپنے نبی کو مخاطب کر کے کھلم کھلا کہا کہ تم ہمارے جیسے بشر ہو۔ تم ہم کو ہمارے باپ، دادا کے دین سے منحرف کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم واقعی اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہو تو اپنے نبی ہونے کے ثبوت میں کوئی روشن دلیل پیش کرو تا کہ تمہاری نبوت کا دعویٰ سچ ثابت ہو۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جن انبیاء کرام سے ان کی نبوت کے ثبوت میں کافروں نے دلیل طلب کی تھی ان انبیاء کرام نے بہت سی روشن دلیلیں پیش فرمادی تھیں لیکن ان کی قوم نے بغض، عناد، سرکشی اور ہٹ دھرمی کی بناء پر جدید دلیل طلب کی تھی اور اب تک کے پیش کردہ معجزات کا انکار کر دیا تھا۔ الحاصل! ان کافروں نے انبیاء کرام کی رسالت کا انکار کرنے کے لئے بشر ہونے کا بہانہ پیش کیا تھا جب قومِ نوح، قومِ ہود، قومِ عاد، قومِ ثمود اور دیگر اقوام کے کافروں نے اپنے اپنے نبی کو "اپنے جیسا بشر" کہہ کر ان کی شان اور عظمت گھٹا کر ان کے منصب تبلیغ اور

پیغامِ توحید کی وقعت واہمیت کو کم کرکے لوگوں کو ان کی بات ماننے سے روکنے کی کوشش کی اور بشر ہونے کا مسئلہ زور و شور سے چھیڑا اور نبی کی رُشد وہدایت پر مشتمل باتیں کاٹنے کے لئے ہر بات میں بشر، بشر اور بشر کی راگنی آلاپنی شروع کی تب ان کو جواب دیتے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام نے فرمایا:

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔ (پارہ۱۳، سورۃ ابراہیم ،آیت۱۱)

ترجمہ: ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے۔

فائدہ: اس آیت میں انبیاء کرام کے جواب کا بیان ہوا ہے۔ انبیاء کرام نے اپنی قوم کے ان کافروں کو جواب دیا ہے جو نبی کو اپنے جیسا بشر کہہ کر ان کی تحقیر اور تذلیل کرتے تھے۔ انبیاء کرام نے ان بشر کہنے والوں کو ایسا جامع اور مانع جواب مرحمت فرمایا ہے کہ اگر ان کافروں میں ذرہ برابر بھی فہم و عقل ہوتی تو انبیاء کرام کے صرف ایک جملے پر مشتمل جواب سے اپنے زعم باطل اور اعتقاد فاسد کا رد بلیغ اور دندانِ شکن جواب محسوس کرتے۔ انبیاء کرام نے نبی کو بشر کہنے والے کافروں کو جو جواب دیا ہے اس کے جملے پر قارئین کرام خاص توجہ فرمائیں۔

کافروں نے کہا کہ انبیاء ہماری طرح بشر ہیں۔ انبیاء کرام نے کافروں کو جواب دیا کہ "ہم ہیں تو تمہارے جیسے بشر لیکن اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے" جس کا مطلب یہ ہوا کہ اے کافرو! ہم صرف ظاہری صورت میں تمہاری طرح ہیں لیکن ظاہری صورت کی مساوات سے دھوکہ کھا کر ہم کو اپنے جیسا قیاس (خیال) مت کرو کیونکہ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔ (پارہ۱۳، سورۃ ابراھیم، آیت۱۱)

ترجمہ: اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرما کر ہمیں نبوت و رسالت کا تاجِ کرامت عنایت فرما کر ہمیں تم سے افضل اور برگزیدہ فرمایا ہے اور ہم کو نبوت و رسالت کا جو منصب عطا فرمایا اس منصب عالی کی وجہ سے تمہارے اور ہمارے درمیان باعتبارِ مراتب فرق عظیم ہے۔ ہم تمہاری مثل نہیں اور نہ تم ہماری مثل ہو اور نہ ہو سکتے ہو۔

حضرت موسیٰ و حضرت ھارون علیہما الصلوۃ والسلام: حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے قوم بنی اسرائیل کو اللہ کے دین کی طرف بلایا اور فرعون اور اس کے درباریوں کو "دعوتِ حق" دی تو فرعون اور اس کے ہمنواؤں نے جو جواب دیا اس کا بیان قرآن مجید میں ہے،

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍO اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَO فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا۔ (پارہ۱۸، سورۃ المومنون ،آیت ۴۵تا ۴۷)

ترجمہ: پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا، فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے غرور کیا اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابی: حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو صحابیوں کو ملک شام کے دارالسلطنت انطاکیہ بھیجا تاکہ وہ وہاں کے بت پرستوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف بلائیں اوران کو شرک وکفر سے باز رکھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے جن صحابہ کو ملک شام دعوت حق کا فریضہ انجام دینے کے لئے روانہ فرمایا تھا ان کے اسمائے گرامی صادق اور مصدوق ہیں۔ ایک روایت میں ان کے نام یوحنا اور بولس وارد ہیں۔ بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دونوں صحابہ بنی اسرائیل کے اولیاء عظام میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بیماروں کو اچھا کرنا، مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ خرقِ عادت (عادت سے برخلاف) تصرفات (اختیارات) اور کرامات سے نوازا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرستادہ (بھیجے ہوئے) مذکورہ بنی اسرائیل کے اولیاء عظام جب ملک شام کے شہر انطاکیہ گئے اور ان کو ضلالت اور گمراہیت کی راہ سے موڑ کر رُشد وہدایت کی راہ پر گامزن کرنے لگے اور بت پرستی اور دیگر افعال رذیلہ اور عقائد باطلہ وفاسدہ سے تائب کرا کر توحید اور رسالت پر ایمان لانے کی تعلیم دینے لگے تو ملک شام کے کافروں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حواریوں کے متعلق کہا کہ:

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ مَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ ۝ (پارہ ۲۲، سورۃ یٰسین، آیت ۱۵)

ترجمہ: بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تم نرے جھوٹے ہو۔

فائدہ: اس آیت سے ایک بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ کفار، مشرکین، منافقین، یہود اور نصاریٰ نے انبیاء کرام کی شان وعظمت گھٹانے کے لئے ان کو "اپنے جیسا بشر" کہا۔ اسی طرح اولیاء عظام کی شان وعظمت گھٹانے کے لئے اولیاء کو بھی اپنے جیسا بشر کہا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو مقدس حواری (صحابی) یعنی حضرت صادق اور مصدوق یا بروایت دیگر حضرت یوحنا اور حضرت بولس اجلہ اولیاء بنی اسرائیل سے تھے ان کے متعلق بھی سرکشوں نے یہی کہا تھا: قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ (پارہ ۲۲، سورۃ یٰسین، آیت ۱۵)

ترجمہ: تم ہمارے جیسے آدمی ہو۔

ان سرکشوں کے نقش قدم پر چل کر دورِ حاضر کے منافقین بھی انبیاء اور اولیاء کو اپنے جیسا بشر کہتے اور لکھتے ہیں۔

اولوالعزم انبیاء کرام (علیھم الصلوٰۃ والسلام): وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا وَ نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۝ وَ زَكَرِیَّا وَ یَحْیٰى وَ عِیْسٰى وَ اِلْیَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ وَ اجْتَبَیْنٰهُمْ وَ هَدَیْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۝ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ ۝ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِیْنَ۝ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ۔ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۸۴ تا ۹۱)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کئے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی اور کچھ ان کے باپ، دادا، اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو اور ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا۔ یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تو اگر یہ لوگ اس سے منکر ہوں تو ہم نے اس کے لئے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے جو انکار والی نہیں۔ یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم اُنہیں کی راہ چلو تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں نصیحت سارے جہاں کو اور یہودیوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسے چاہیے تھی جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا۔

فائدہ: ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ اور عظیم المرتبت انبیاء و مرسلین کا ذکر فرمایا ہے۔ ان آیات میں جن انبیاء کا ذکر فرمایا گیا ہے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱)حضرت اسحٰق (۲)حضرت یعقوب (۳)حضرت نوح (۴)حضرت داؤد (۵)حضرت سلیمان (۶)حضرت ایوب (۷)حضرت یوسف (۸)حضرت موسیٰ (۹)حضرت ہارون (۱۰)حضرت زکریا (۱۱)حضرت یحییٰ (۱۲)حضرت عیسیٰ (۱۳)حضرت الیاس (۱۴)حضرت اسماعیل (۱۵)حضرت یسع (۱۶)حضرت یونس (۱۷)حضرت لوط۔ علیٰ نبینا وعلیھم افضل الصلاۃ والسلام

مذکورہ مقدس انبیاء کرام کے علاوہ ان کے آباء واجداد، اولاد اور بھائیوں میں سے بھی کچھ حضرات کا ضمناً اور اشارۃً ذکر فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ آیت نمبر ۸۷ میں ہے کہ: وَمِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ

ترجمہ: اور کچھ ان کے باپ، دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے۔

مذکورہ نفوس قدسیہ کا مذکورہ آیات میں ذکر فرما کر ان کی شان و عظمت اور فضیلت کا اظہار فرماتے ہوئے رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

- ہم نے ان کو راہ دکھائی۔
- ان نیکوکاروں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔
- وہ ہمارے قرب کے لائق ہیں۔
- ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔
- ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی۔
- ہم نے ان کو کتاب دی۔
- ہم نے ان کو حکم دیا۔

★ہم نے ان کو نبوت عطا فرمائی۔

★ہم نے ان کو ہدایت فرمائی۔

انبیاء کرام کے مندرجہ بالا فضائل و خصائص قرآن مجید میں اس لئے بیان فرمائے گئے ہیں کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ انبیاء کرام اور دیگر صالحین اللہ کے پیدا کئے ہوئے انسان اور اللہ کے بندے ہونے کے باوجود کثیر فضیلتوں اور خصوصیتوں کے حامل ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری طرح عام انسان نہیں ہیں یعنی بَشَرٌ مِّثْلُكُم نہیں ہیں۔ ظاہری صورت بشری سے دھوکہ کھا کر ان کو اپنے جیسا قیاس مت کرنا وہ عام انسانوں کی طرح نہیں بلکہ ان کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ (ترجمہ: ہم نے انہیں چن لیا ہے۔)

یعنی یہ حضرات عام انسانوں کی طرح اور تمہاری مثل نہیں بلکہ ہمارے خاص چنے ہوئے بندے ہیں۔ ان کی عظمت اور شانِ رفعت کا ہم اپنے مقدس کلام یعنی قرآن مجید میں بیان فرما کر تمہیں آگاہ و متنبہ کرتے ہیں کہ خبردار! ان حضرات کو اپنے جیسا بشر نہ سمجھنا بلکہ ان کے جن اوصاف کا ہمارے مقدس کلام میں تذکرہ کیا گیا ہے ان اوصاف کو ہمہ وقت ملحوظ خاطر رکھ کر ان کے عظمت و رفعت کے مقر(اقراری) اور معترف رہنا۔ لیکن! سرکشوں نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم عالی کو بھی لااُبالی پن اور بے اعتنائی سے پس پشت ڈال دیا اور بغض و عناد کے جذبہ کے تحت عمداً اور قصداً انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہا اور اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام اور حکم کی بے قدری اور بے وقعتی کرنے کا جرم عظیم کیا۔ جس کا بیان بھی مندرجہ بالا آیات میں ہے کہ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ[14]

اللہ تعالیٰ ان منکرین عظمت انبیاء کی خوئے بد(بری عادت) اور خصلت کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی۔ جس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے ارشاد اور فرمان کی قدر نہ کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ اور چنے ہوئے بندے یعنی انبیاء کرام اور عباد صالحین کے متعلق فرمایا کہ ہم نے ہر ایک کو اُس کے وقت میں فضیلت دی، ان کو ہمارے قرب کا لائق بنایا وغیرہ وغیرہ لیکن سرکشوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نہ مانا اور فرمانِ الٰہی کی قدر نہ جانی اور کیا کہا؟ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (ترجمہ: جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا۔)

یعنی انبیاء کرام کو بشر کہا اور بشر کہنے کی آڑ اور پردہ میں ایمان لانے کا انکار کیا۔ ثابت ہوا کہ جو بے ایمان ہوتے ہیں وہی نبی اور رسول کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں نبی کو اپنے جیسا بشر کہنے والے اللہ کے حکم کو بھی جھٹلاتے ہیں۔ ارتکابِ جرم توہین انبیاء کے ساتھ ساتھ شانِ الوہیت کا بھی انکار کرتے ہیں کیونکہ:

★اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے مقدس بندے انبیاء کرام نیکوکار ہیں، ہدایت یافتہ ہیں، ہمارے قرب کے لائق ہیں، ہم نے ان کو فضیلت دی، ہم نے ان کو چن لیا، ہم نے ان کو کتاب، حکم اور نبوت عطا فرما کر برگزیدہ کیا۔ لیکن...

---

[14] (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۶۷) (ترجمہ: اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی۔)

سرکش لوگ کہتے ہیں کہ نبی ہمارے جیسے بشر ہیں۔ فرمانِ الٰہی کے متضاد بولی بول کر سخت اور قبیح جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

کفار کی بری عادات: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِہِمۡ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۞ ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡہِمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ یَّہۡدُوۡنَنَا ۫ فَکَفَرُوۡا وَ تَوَلَّوۡا۔ (پارہ ۲۸، سورۃالتغابن، آیت ۵،۶)

ترجمہ: کیا تمہیں ان کی خبر نہ آئی جنہوں نے تم سے کفر کیا اور اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لائے تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے۔

عجوبہ: کافروں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی اور نافہمی ہے بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا اور پتھر کا خدا ہونا تسلیم کر لیا۔

خلاصہ یہ کہ گذشتہ اُمتوں میں جن لوگوں نے کفر کیا اور دردناک عذاب کے مستحق ہوئے ان کافروں کے کفر کی بڑی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے اپنے نبی کو بشر کہا تھا۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کافروں نے کہا کہ یہ بشر کیا ہمیں راہ بتائیں گے؟ ان کا یہ قوم نقل فرمانے کے بعد فوراً ارشاد ہوتا ہے کہ فَکَفَرُوۡا (**ترجمہ:** تو کافر ہوئے۔) ثابت ہوا کہ نبی شان گھٹانے کے لئے نبی کو صرف "بشر" اور "عاجز بندہ" کہتے ہیں ان کے لئے یہی حکم نافذ ہو گا کہ وہ گستاخ ہیں اور شانِ رسول ﷺ سے بے خبر ہیں اسی بے خبری کی نحوست سے رسول اکرم ﷺ کو محض اپنے جیسا عاجز بندہ جیسا عقیدہ رکھ کر کفر کی سرحد میں داخل ہو جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ کفار اور مشرکین نے زمانہ قدیم سے یہ اصول بنا رکھا تھا کہ لوگوں کو انبیاء کرام پر ایمان لانے سے روکنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ لوگوں کے دماغوں میں یہ بات ڈال دی جائے کہ تم جن کو نبی یا رسول مان کر، ان پر ایمان لا کر، ان کی پیروی کرنا چاہتے ہو وہ تم جیسے ہی بشر ہیں۔ جب یہ تمہاری طرح بشر ہیں تو ان میں کوئی خصوصیت نہیں۔ ان پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا عقل و دانش سے بعید ہے۔ کفار اور مشرکین نے ہر دور میں یہی ہتھکنڈا آزمایا اور ہر دور کے نبی اور رسول کو اپنے جیسا بشر کہنے کی گستاخی کی۔

ہمارے حضور ﷺ: اوراقِ سابقہ میں انبیاء سابقین کو ان کے دور کے منکروں نے اپنے جیسا بشر کہنے کی جو غلیظ اور رذیل حرکتیں کیں تھیں ان کا تفصیلی بیان آیاتِ قرآنی کی روشنی میں بیان ہو چکا قرناً بعد قرنٍ (ایک زمانے سے دوسرے زمانے تک) جب سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ کا زمانہ اقدس آیا اور آفتابِ رسالت ﷺ کے "نورِ حق" کی ضیاباری سے عالم کائنات درخشاں اور تاباں ہو رہا تھا اور بنی آدم اسلام کا پرچم آب و تاب سے لہرانے لگا تو کفار، مشرکین، یہود اور نصاریٰ کے سینوں میں حسد ابھرا اور لوگوں کو گروہ در گروہ اور جوق در جوق داخل اسلام ہوتے دیکھ کر ان کی آنکھوں سے چنگاریاں اُڑنے لگیں۔ اسلام کے اُمنڈتے اور بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کے لئے انہوں نے کئی حربے آزمائے اور ان میں ایک حربہ وہی پرانا جو ان کے آباء واجداد بلکہ ماضی کے کفار و مشرکین سے وراثت میں ملا تھا اور وہ حربہ یہ تھا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کو بھی ماضی کے انبیاء کرام کی طرح "اپنا جیسا بشر" کہہ کر ان کی شان و شوکت کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جائے۔ بشری تقاضوں کے تحت ان سے جو افعال صادر ہوتے ہیں مثلاً کھانا پینا، چلنا پھرنا وغیرہ کو پیش کر کے ان کو اپنے

جیسا بشر کہہ کر لوگوں کو ان پر ایمان لانے سے روکا جائے۔ اس منصوبہ کے تحت کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے متحد و منظم سازش شروع کی اور حضور اقدس سید عالم ﷺ کی شان عظمت و رفعت گھٹانے کے فاسد ارادہ سے "بشر" ہونے کا شور اور واویلا مچانا شروع کیا اور لوگوں کو بہکانے کے لئے کہنے لگے کہ ان کی بات مت مانو، ان پر ایمان مت لاؤ، ان کو اللہ نے رسول بنا کر نہیں بھیجا یہ تمہاری مثل ایک "بشر" ہی ہیں وغیرہ وغیرہ ان کے اس واویلا کا قرآن مجید میں متعدد مقام پر تذکرہ ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں

قرآن مجید پارہ ۱۸، الفرقان، آیت ۷ میں ہے کہ:

وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ۝

ترجمہ: اور بولے اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ کیوں نہ اُتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ ان کے ساتھ ڈرسناتا۔

فائدہ: اس آیت میں منکرین رسالت کا مقولہ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ پر ایمان لانے سے لوگوں کو روکنے کے لئے آپ کو بشر ثابت کرنے کے لئے لوگوں سے کہا کہ دیکھو تم جس کو اللہ کا رسول سمجھ کر ان کے لائے ہوئے دین میں داخل ہو رہے ہو وہ رسول تو ہماری طرح کھاتا پیتا ہے اور چلتا پھرتا ہے۔ اگر واقعی یہ اللہ کے رسول ہوتے تو ان کے ساتھ کوئی فرشتہ ہوتا جو ہم کو اللہ کا حکم سنا کر ڈراتا لیکن ان کے ساتھ نہ تو کوئی فرشتہ ہے علاوہ ازیں وہ عام انسانوں کی طرح کھاتا پیتا اور چلتا پھرتا ہے لہٰذا وہ ہماری طرح بشر ہیں۔ ثابت ہوا کہ کافروں نے حضورِ اقدس ﷺ کی شان و عظمت گھٹانے کے لئے ہی بشر بشر کی رٹ لگائی۔ یاد رہے کہ نضر بن حارث سردارِ کفار مکہ نے یہ کہا تھا کہ یہ رسول کھاتا پیتا اور چلتا پھرتا ہے اسی کی وراثت میں ہمارے دور کے مدعیان توحید اس کلمہ کو بار بار دہراتے ہیں:

لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۳)

ترجمہ: ان کے دل کھیل میں پڑے ہوئے ہیں اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشاورت کی کہ یہ کون ہیں؟ ایک تم ہی جیسے آدمی تو ہیں۔

کفار کا قاعدہ: اہل کفر کا ایک اصول تھا کہ جب یہ بات لوگوں کو ذہن نشین کرا دی جائے گی کہ وہ تم جیسے بشر ہیں تو پھر کوئی ان پر ایمان نہیں لائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے کفار نے یہ بات کہی اور اس کو چھپایا لیکن آج کل کے بعض بیباک (بے ادب) یہ کلمہ اعلان کے ساتھ کہتے ہیں اور نہیں شرماتے۔

فائدہ: اس آیت سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ زمانۂ اقدس کے کفار اور مشرکین نے حضور ﷺ کو ہمارے تمہارے جیسے بشر کہنے کی جو مہم چلائی تھی اس کا منشا اور مقصد صرف یہی تھا کہ وہ (اپنے خیال میں) حضور اقدس ﷺ کی شان گھٹانا چاہتے تھے تا کہ لوگوں کے دلوں سے آپ کی عظمت و محبت کم ہو جائے اور لوگ آپ پر ایمان لانے سے باز رہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ آیت کے مقدس الفاظ وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى یعنی "آپس میں خفیہ مشاورت کی" سے اس حقیقت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہنے کی پالیسی کفار اور مشرکین کی خفیہ مشاورت تھی اور اس خفیہ مشاورت کا مقصد اصلی یہی تھا کہ لوگوں کو یہ بات ذہن نشین کرا دی جائے کہ جس رسول کی محبت کا تم دم بھرتے ہو وہ رسول تمہاری طرح بشر ہیں۔

زمانہ ماضی کے کفار و مشرکین کے نقش قدم پر چل کر اور ان کے طرزِ عمل کو مشعل راہ بنا کر دورِ حاضر کے منافقین بھی انبیاء کرام اور خصوصاً سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہہ کر عوام المسلمین کے دلوں سے آپ کی عظمت و محبت کم کرنے کی سازش کرتے ہیں اور اس سازش کو ایک منظم جماعتی حیثیت سے رائج کرتے ہیں اور علی الاعلان کرتے ہیں کیونکہ اپنے اس فاسد اعتقاد کو زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے شائع کرتے ہیں ماضی کے کفار اور دورِ حاضر کے منافقین کا نبی کو بشر کہنے کا نظریہ یکساں ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ ماضی کے کفار اپنا یہ فاسد نظریہ خفیہ طور پر پھیلاتے تھے لیکن دورِ حاضر کے منافقین زمانہ ماضی کے کفار و مشرکین سے دو نہیں بلکہ چار قدم آگے ہیں کیونکہ جو بات علی الاعلان کہتے ہوئے ماضی کے کفار و مشرکین جھجکتے تھے اور چھپ چھپ کر خفیہ طور پر جو بات کہتے تھے وہی بات دورِ حاضر کے منافقین اعلانیہ طور پر کہہ کر اپنی بیباکی، بے حیائی، بے شرمی، شقاوتِ قلبی (دل کی بیماری) اور سنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ کی شان عظمت و رفعت کو گھٹانے کی غرض سے زمانۂ اقدس کے کفار و مشرکین نے "بشر" ہونے کے معاملہ کو غلو کی حد تک اُچھالا جہاں دیکھو وہاں "بشر" کا معاملہ زیر بحث تھا۔ انکارِ نبوت کے لئے ان کفار کے پاس صرف "بشر" کا معاملہ سب سے بڑا ہتھیار تھا۔ اس معاملہ کے ضمن میں انہوں نے شور و غل اور واویلا مچا رکھا تھا۔ کفار و مشرکین کے اس ہنگامہ کارِ دِ بلیغ اور مسکت (خاموش کرانے والا) جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت کریمہ نازل فرمائی کہ:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۹۳، ۹۴)

ترجمہ: تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا۔

فائدہ: رسول کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے منصب نبوت اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے کمالات کے مقر اور معترف نہ ہوئے یہی ان کے کفر کی اصل تھی اور اسی لئے وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا۔

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب کفار و مشرکین نے حضور اقدس ﷺ کے متعلق "بشر" ہونے کا غوغا مچایا اور "بشر" ہونے کا بہانہ پیش کر کے لوگوں کو ایمان لانے سے روکنے کی تحریک کو فروغ دیا اور معاملہ حد سے بڑھ گیا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو حکم دیا کہ قُلْ یعنی "اے محبوب! تم فرمادو" کیا فرمادو سُبْحَانَ رَبِّیْ یعنی "پاکی ہے میرے رب کو" قارئین کرام! خاص توجہ دیں اور اس آیت کریمہ کے اندازِ بیان کی خوبیوں سے لطف اندوز ہوں اور بارگاہِ رب العزت جل جلالہ میں اپنے رؤف و رحیم آقا و مولیٰ ﷺ کی وجاہت اور قدر و منزلت کا اندازہ لگائیں کہ کفار و مشرکین نے اللہ کے حبیب ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہا تھا۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ دے رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو جواب دیا ہے اس کا اندازِ بیان ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے فرماتا ہے کہ قُلْ یعنی "اے محبوب! تم فرمادو" آیت میں سب سے پہلا لفظ قُلْ وارد ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے وہ ہم اگلے صفحات میں آیت

کریمہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ [15] کے ضمن میں تفصیل سے بیان کریں گے۔ یہاں صرف اتنی بات ذہن نشین کریں کہ اللہ تعالیٰ منکرین بارگاہِ رسالت کو جو جواب مرحمت فرمارہاہے وہ اپنے محبوب کی زبانی مرحمت فرمارہاہے لیکن وہ جواب مرحمت فرمانے سے پہلے اپنے محبوب کو حکم فرماتاہے کہ کافروں نے تم کو اپنا جیسا بشر کہاہے۔ ان کا جواب دینے سے پہلے تم ہماری پاکی بیان کرو اور فرماؤ کہ " سُبْحَانَ رَبِّيْ " یعنی پاکی ہے میرے رب کو۔ کافروں کو جواب دینے سے قبل اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے میں کیا حکمت ہے وہ یہ ہے کہ میرا رب ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ اس کی قدرت وحکمت غیر متناہی (جس کی انتہانہ ہو) اور ہر چیز کو محیط (گھیرے ہوئے) ہے۔ اس کی قدرت وحکمت کے اسرار ورموز ہر عیب ونقص سے پاک ہیں میرا رب ایسا قادر مطلق ہے کہ اس کی تمام صفات میں عیب ونقصان کا وہم وگمان وامکان ہی نہیں ہو سکتا بلکہ مکمل "سبحان اور سبحان" یعنی پاکی اور پاکی کے جلوے ہی ہیں۔ اس ربِ سبحان عظیم نے اپنے پیدا کئے ہوئے بیشمار انسانوں میں سے چند مخصوص اور چنے ہوئے انسانوں کو نبوت ورسالت کے منصب عالی سے سرفراز فرمایاہے۔ اس پاک رب قدیر نے انسانوں ہی میں سے اپنے مخصوص بندوں کو جب نبی اور رسول کی حیثیت سے چناہے تو رب قدیر کا یہ چننا اور پسند فرمانا بھی عیب ونقص سے پاک ہے۔ ان انبیاء ومرسلین کا انسان ہونا کوئی عیب یا نقص نہیں بلکہ رب سبحان عظیم کی حکمت کاملہ کے اسرار ورموز کا مخزن ہے لہٰذا اے نافہمو! اے بے عقلو! اگر تمہارے زعم وخیال میں نبی ورسول کا انسان ہونا عیب ہے تو تم رب کی قدرت اور اس کی شان سبحان عظیم میں عیب جوئی کرتے ہو۔ اگر نبی اور رسول کا انسان ہونا عیب یا نقص ہوتا تو وہ پاک رب اپنے مخصوص بندوں کو یعنی نبوت ورسالت کے عالی منصب پر فائز ہونے والے مقدس حضرات انبیاء کو بشریت کے عیب ونقص سے داغدار نہ کرتا۔

رسول اللہ ﷺ نے سابق انبیاء کرام علیہم السلام کی روش کے مطابق کفار ومشرکین کو سنایا هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (پارہ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت۹۳) یعنی "میں کون ہوں؟ آدمی ہوں اللہ کا بھیجا ہوا۔" کفار ومشرکین نے حضور اقدس ﷺ کو بشر کہا تھا آپ کو بشر کہنا ان کی عقل کا فتور وفساد تھا۔ ان کی نافہمی اور بے عقلی کا ہی نتیجہ تھا کہ اپنے پر قیاس کرکے یہ نازیبا بات کہی تھی لہٰذا ان کی عقلوں کے معیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ جواب دیا گیا کہ تم میرے متعلق بشر ہونے کی بات پھیلاتے ہو اور میرے بشر ہونے کے معاملہ کو اہمیت دیتے ہو تو اب مجھ سے سنو ہاں! ہاں! میں بشر (آدمی) ہی ہوں لیکن صرف بشر ہی نہیں بلکہ بَشَرًا رَّسُوْلًا یعنی "اللہ کا بھیجا ہوا آدمی (بشر) ہوں۔" میں تمہاری طرح عام سطح کا انسان نہیں ہوں بلکہ اللہ کا مخصوص، چنا ہوا اور منصب رسالت سے سرفراز رسول ہوں مجھے صرف بشر مت سمجھو، اپنی بشریت پر میری بشریت کو قیاس مت کرو کیونکہ میں بَشَرًا رَّسُوْلًا ہوں، تمہارا مجھے بشر کہنا تمہاری گمراہی وضلالت کا سبب ہے جو تمہیں ایمان لانے سے روکتاہے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا (پارہ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت۹۴)

ترجمہ: اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر یہ کہ بولے اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا؟

[15] (پارہ۱۶، سورۃ الکہف، آیت۱۱۰)

یعنی میں تمہارے پاس رُشد و ہدایت کا پیغام توحید لے کر آیا ہوں تا کہ تمہیں کفر و شرک کی ضلالت و گمراہی کی تاریکی سے نکال کر نورِ ایمان کی دولت سے مالا مال کروں لیکن تم میرے بشر ہونے کے معاملہ کو اُٹھاتے ہو اور دولت ایمان سے محروم رہتے ہو اور میرے رسول ہونے میں شک کرتے ہوئے یہ کہتے ہو کہ کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ تم میرا بشر ہونا ہی دیکھتے ہو لیکن میرے منصب نبوت اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ کمالات نہیں دیکھتے۔ ہاں! ہاں! سن لو! میں بشر ہوں تو کیا ہوا؟ میرا بشر ہونا تمہاری طرح نہیں۔ میں **بَشَرًا رَّسُوْلًا** ہوں مجھے عام بشر کی مانند گمان کر کے ایمان سے کیوں محروم رہتے ہو؟ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کفار و مشرکین نے حضور اکرم ﷺ کے منصب نبوت و رسالت، تصرفات و کمالات، خصوصیات و صفات، فضائل و کمالات اور دیگر محاسن طیبہ عالیہ کا اقرار و اعتراف نہ کیا اور آپ کو صرف بشر ہی جانتے رہے اور یہی بات ان کے کفر کی اصل تھی۔ نبی کو اپنے جیسا بشر کہہ کر کافر کے کافر ہی رہے۔ مقولہ کفار نبی علیہ السلام کے متعلق دہرانا منجانب اللہ ممنوع ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا (پارہ ۱، سورۃ بقرۃ، آیت ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو **رَاعِنَا نہ** کہو اور یوں عرض کرو حضور ہم پر نظر رکھیں۔

فائدہ: **رَاعِنَا** کہنے سے منع فرمایا اس لئے کہ مقولہ کفار ہے چنانچہ شانِ نزول ملاحظہ ہو۔

تفسیر روح البیان اور دیگر اکثر تفاسیر میں ہے کہ اہل ایمان کا طریقہ تھا کہ جب حضور ﷺ انہیں بیان فرماتے تو حسب عادت متکلم (بات کرنے والے) کبھی سامنے والوں سے کبھی دائیں کبھی بائیں جانب گفتگو فرماتے تو صحابہ کرام عرض کرتے **رَاعِنَا** ہماری رعایت فرمائیے یعنی ہماری طرف گفتگو ہو تا کہ آپ کے چہرہ اقدس کو سیر ہو کر (جی بھر کر) دیکھ سکیں چونکہ لفظ **رَاعِنَا** سریانی یا عبرانی لفظ تھا اور یہ کلمہ گالی کا بھی تھا جب یہود وغیرہ نے سنا تو وہ بھی حضور ﷺ کو اسی کلمہ سے پکارتے اور ان کا مقصد گالی ہوتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو روک دیا کہ آئندہ رسول اکرم ﷺ کو **رَاعِنَا** سے نہ پکارا کریں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو مقولہ کفار ہو وہ انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام پر بولنا بے ادبی و گستاخی ہے اور سابقہ اوراق میں تفصیل سے گزرا ہے کہ شیطان سے لے کر ابو جہل و دیگر کفار و مشرکین کا شیوہ رہا ہے کہ وہ انبیاء علیہ السلام کے لئے بشر بشر کی رٹ لگاتے رہے۔[16]

انہوں نے اپنے اپنے نبی کی شان و عظمت گھٹانے کے لئے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ نبی تم جیسے ہی بشر ہیں اور جو تم کھاتے پیتے ہو یہ بھی وہی کھاتے پیتے ہیں اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے بشر کی فرمانبرداری کی تو تم ضرور گھاٹے یعنی نقصان میں ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ کافروں نے "بشر" ہونے کا سبب اور بہانہ جتا کر اپنی قوم کو انبیاء کرام کے خلاف ورغلانے اور اُکسانے کی کوشش کی اور قوم کو دھمکی بھی دی کہ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کی تو تم کو بہت بڑا نقصان اُٹھانا پڑے گا۔

قاعدہ: عرفِ عام میں بھی ہے اور شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کلمہ عام ہر اعلیٰ ادنیٰ پر مستعمل ہوتا ہو اگرچہ حقیقتاً وہ صحیح بھی ہو لیکن اعلیٰ کو خصوصیت سے اسی لفظ سے استعمال کیا جائے تو گستاخی ہے مثلاً جولاہ ایک برادری ہے جو ان کے ہر فرد پر استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن ان میں کوئی شخص دینی یا دنیاوی اکرام

---

[16] (تفسیر روح البیان، البقرۃ:105، 197/1، دار الفکر بیروت)

واحترام سے نوازا گیا ہے اب خصوصیت سے کہا جائے جولاہ صاحب السلام علیکم وغیرہ وغیرہ۔ ایسے استعمال پر بولنے والے کو گستاخ اور بے ادب کہا جائے گا یونہی بلا تمثیل سمجھئے کہ لفظ بشر ہر چمار، بھنگی، بدمعاش، فاسق وفاجر، کفار واہل ایمان سب کے لئے ایک حیثیت رکھتا ہے لیکن خصوصیت سے نبی کریم ﷺ کو اسی عام حیثیت سے بشر بشر کی رٹ لگانا گستاخی ہے اگر یہ نیت تحقیر وتوہین ہو تو کفر ہے جیسے کافروں کا شیوہ تھا۔

ہم آنے والے اوراق میں مخالفین کے ان اعتراضات کے جوابات لکھتے ہیں جو حضور علیہ السلام کو بشر کہنے کے جواز میں بطور دلائل پیش کرتے ہیں۔

سوال: قرآن مجید میں نص قطعی ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ [17] فرمایئے میں تمہارے جیسا ہوں۔ لیکن تم نص قطعی کے خلاف کہتے ہو کہ آپ ﷺ کو بشر نہ کہو۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا فرمانا اور ہمارا کہنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب ﷺ صورت میں تمہارے جیسے ہیں۔ ہمیں آپ کو بشر کہنے کا حکم نہیں کہ "قولوا انما ھو بشر مثلنا" اے لوگو تم کہا کرو کہ حضور ﷺ ہم جیسے بشر ہیں بلکہ قُلْ میں اس جانب اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کے کلمات تم کہہ دو ہم تو نہ کہیں گے۔ ہم تو فرمائیں گے

شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا o وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا o (سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵)

ہم تو فرمائیں گے "يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ o يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ" وغیرہ ہم تو آپ کی شان بڑھائیں گے آپ انکساراً یہ فرماسکتے ہیں۔

جواب نمبر ۲: اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔ اسی لئے کفار کے لئے کہا گیا "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" (پارہ ۱۶، سورۃ الکھف، آیت ۱۱۰) اور صحابہ کرام کو فرمایا گیا "أَيُّكُمْ مِثْلِي؟" [18] "تم میں کون ہے میری مثل؟" اور فرمایا "إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ" [19] "میں تمہارے جیسا نہیں۔" یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے کبھی نہیں کہا کہ حضور تو ہمارے جیسے ہیں ہاں کافروں نے بار بار کہا کہ آپ تو ہماری مثل ہیں۔

جواب نمبر ۳: بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے آرہا ہے يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ آیت بتا رہی ہے کہ حضور ﷺ صرف اس امر میں ہماری مثل ہیں کہ آپ ﷺ کا اور ہمارا خدا ایک (واحد) ہے ورنہ انسان غور کرے کہ اس کی کون سی شے حضور ﷺ کی مثل ہے ولادت مبارکہ سے

---

[17] (پارہ ۱۶، سورۃ الکھف، آیت ۱۱۰)

[18] (صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام، 2/694، الحديث1864، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن الوصال في الصوم، 2/774، الحديث1103، دار إحياء الكتب العربية)

[19] (صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام، 2/693، الحديث1861، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن الوصال في الصوم، 2/774، الحديث1102، دار إحياء الكتب العربية)

لے کر زندگی کے ہر شعبہ اور ظاہری بشریت کے جملہ اطوار آپ کے ایسے نرالے ہیں انسان اپنی بشریت کو سامنے لائے تو سوائے گمراہی کے کچھ حاصل نہ ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری بشریت اور محبوب علیہ السلام کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں۔ مولانا مثنوی میں فرماتے ہیں

اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر   بہر حق سوئے غریباں یک نظر

حضور ﷺ کی بشریت ہزارہا جبریلی حیثیت سے اعلیٰ ہے۔

اس کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی تصنیف "البشریۃ لتعلیم الامۃ" میں پڑھیے۔

فرقیت از کجا تا کجا: حضور اکرم ﷺ ایمان، عبادات، معاملات غرضیکہ کسی شے میں ہم جیسے نہیں ہر بات میں فرق عظیم ہے۔ حضور ﷺ کا ایمان دیکھی ہوئی چیزوں پر کہ رب کی جنت و دوزخ کو ملاحظہ لیا۔ ہمارا ایمان سنا ہوا ہے ہمارے لئے ارکان اسلام پانچ حضور اکرم ﷺ کے لئے چار یعنی آپ پر زکوٰۃ فرض نہیں دیکھو شامی شروع کتاب الزکوٰۃ۔ ہم پر پانچ نمازیں فرض حضور ﷺ پر چھ یعنی تہجد بھی فرض وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ[20]، ہم کو چار بیویوں کی اجازت حضور ﷺ کے لئے کوئی پابندی نہیں جس قدر چاہیں۔ ہماری بیویاں ہمارے مرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں مگر حضور ﷺ کی ازواج پاک سب مسلمانوں کی مائیں وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ [21] کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا [22] ہمارے بعد ہماری میراث تقسیم ہو حضور اکرم ﷺ کی میراث نہ بٹے۔ ہمارا پیشاب پاخانہ ناپاک، حضور ﷺ کے فضلات شریفہ اُمت کے لئے پاک دیکھو شامی، باب الانجاس۔

مرقات باب الاحکام المیاہ، فصل اول میں ہے: ومن ثم اختار کثیر من اصحابنا طهارة فضلاته۔[23]

اسی مرقاۃ، باب الستر کے شروع میں ہے: ولذا حجمه ابو طیبة فشرب معه[24]

اسی طرح مدارج النبوۃ میں جلد اول وصل عرق شریف، صفحہ ۲۵ میں بھی ہے یہ تو شرعی احکام میں فرق بتائے گئے ورنہ لاکھوں امور میں فرق عظیم ہے۔ ہم کو اس ذاتِ کریم سے کوئی نسبت ہی نہیں یوں سمجھو کہ بے مثل خالق کے بے مثل بندے ہیں۔

جواب نمبر۳: قرآن مجید میں ہے: مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ [25] اس آیت میں بھی کلمہ مثل ہے تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ نورِ خدا چراغ کی طرح روشن ہے۔ اس مسئلہ کو دوسری آیت سے سمجھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

[20] (سورۃ بنی اسرائیل، آیت79)

[21] (سورۃ الاحزاب، آیت6)

[22] (سورۃ الاحزاب، آیت53)

[23] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الطھارۃ، باب أحکام المیاہ، 448/2، دار الفکر، بیروت لبنان)

[24] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب السترۃ، 640/2، دار الفکر، بیروت لبنان)

[25] (سورۃ النور، آیت35)   ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ (سورۃ ھود، آیت۶)

ترجمہ: نہیں ہے کوئی جانور زمین میں نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہو مگر وہ تمہاری طرح امتیں ہیں۔

فائدہ: اس آیت میں کلمہ امثال موجود ہے تو کیا یہ کہنا درست ہو گا کہ ہر انسان گدھے، اُلو جیسا ہے ہر گز نہیں اس آیت کی رُو سے کسی کو کہا جائے کہ جناب تو اُلو کی طرح ہیں وہ نہ صرف ناراض ہو گا بلکہ لڑنے مرنے پر اتر آئے گا ہم اسے جتنا سمجھائیں کہ جناب ناراض نہ ہوں اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کو انسانوں جیسا وامثالکم فرمایا ہے وہ ہر گز نہیں مانے گا اسے اپنی توہین بنا کر دشمنی کریگا کہ کہاں اُلو اور کہاں.........

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارفع اعلیٰ ذات اور ہم سراپا غلیظ و کثیف پھر صرف متکلم سے دعویدار بنیں کہ حضور ﷺ تو ہماری مثل ہیں جیسے ہم عاجز و بیکار بندے تو (معاذاللہ) آپ ﷺ ہاں وہی مثل مانا جائے گا کہ آپ ﷺ ہماری مثل ہیں کہ معبود نہیں اور شکل و صورت بظاہر بشری ہے لیکن حقیقت نور علیٰ نور۔

بے مثل حق کے مظہر ہو پھر مثل تمہارا کیونکر ہو — نہیں کوئی تمہارا ہم رتبہ نہ کوئی تمہارا ہم پایہ

اس قدر فرق عظیم ہوتے ہوئے مثلیت کے کیا معنی۔ (جاء الحق)

جواب نمبر۴: آیت میں بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہا گیا ہے یعنی ظاہری چہرے مہرے والا کیونکہ بشرہ کہتے ہیں ظاہر کھال کو۔

قرآن مجید میں ہے: لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۔ (المدثر، پارہ ۲۹)

ترجمہ: آدمی کی کھال اتار لیتی ہے۔

اب معنی یہ ہوا کہ آپ ﷺ رنگ وروپ میں تمہارے جیسے ہیں کہ اعضائے بدن دیکھنے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ يُوْحٰٓى اِلَيَّ ہم صاحب وحی ہیں۔ یہ گفتگو بھی فقط ظاہری طور پر ہے ورنہ ہمارے ظاہری اعضاء کو حضور ﷺ کے اعضاء مبارکہ سے کوئی نسبت نہیں کہ منہ کا لعاب شریف کھاری کنویں میں پڑے پانی کو میٹھا کر دے۔ حدیبیہ کے خشک کنویں میں پڑ جائے تو پانی پیدا کر دے، حضرت جابر کی ہانڈی میں پڑ کر شوربا اور بوٹیاں بڑھا دے، آٹے میں پڑے تو آٹے میں برکت دے، صدیق کے پاؤں میں پہنچ کر سانپ کے زہر کو دفع کرے۔ عبد اللہ ابن عتیق کے ٹوٹے ہوئے پاؤں میں پہنچ کر ہڈی کو جوڑ دے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگے تو کحل الجواہر (قیمتی سرمہ) کا کام دے۔ اندھوں کی آنکھوں میں نور پیدا کر دے وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "نبوی شفاء خانہ"

نوٹ: مخالفین کا آیت کو دعویٰ پیش کرنا ان کی گمراہی کی کھلی دلیل ہے۔ اس لئے کہ یہ آیت بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ متشابہات (ایسی آیات جن کے معنی پوشیدہ ہیں) میں سے ہے۔ شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ، جلد اول، باب سوم، وصل ازالہ شبہات میں فرماتے ہیں:

و متشابهات اندر علماء آں را معانی لائقه تاویلات رائقه کرده راجع بحق ساخته اند۔[26]

یعنی یہ آیات حقیقت میں تشابہات ہیں کہ علماء نے ان کے مناسب معانی اور بہتر تاویلیں کر کے حق کی طرف پھیرا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ [27] يامَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ [28] وغیرہ آیات جو بظاہر شانِ خداوندی کے خلاف معلوم ہوتی ہیں وہ تشابہات ہیں۔ اسی طرح اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وغیرہ وہ آیات جو بظاہر شانِ مصطفویٰ ﷺ کے خلاف ہیں تشابہات ہیں لہٰذا ان کے ظاہر سے دلیل پکڑنا غلط بھی ہے اور گمراہی بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ﷺ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ۔ (پارہ۳، سورۃ آل عمران)

لطیفہ: یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے دورانِ درس یہ آیت اپنے دعویٰ میں پڑھی تو فقیر کے ایک شاگرد نے ٹوکا کہ جناب یہ آیت تشابہات میں سے ہے فلہٰذا جناب کے دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی اس نے کہا غلط کہہ رہے ہو اس نے مدارج النبوۃ کا حوالہ مذکورہ دکھایا تو کھسیانا ہوگیا۔ آیت کے تشابہات میں سے ہونے کی تفصیل و تحقیق فقیر کی تصنیف "ازالۃ المتشابھات فی الآیات المتشابھات" میں پڑھئے۔

جواب نمبر۵: حضور سرورِ عالم ﷺ نے جہاں بھی خود کو بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فرمایا ہے یہ آپ کی تواضع ہے علاوہ ازیں انبیاء کرام علیہم السلام اپنے لئے جو الفاظ ازروئے عجز وانکسار استعمال فرمائیں وہ ان کا کمال ہے دوسرے کو حق نہیں کہ وہ بھی ایسے ہی کہتا پھرے ایسے کہنے والے کو گستاخ و بے ادب سمجھا جاتا ہے۔

بارگاہ الٰہی میں حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا [29] یونس علیہ السلام نے رب سے عرض کیا اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [30] موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ [31] لیکن کوئی دوسرا اگر ان حضرات کو ظالم یا ضال کہے تو ایمان سے خارج ہوگا۔ یہ ایسے ہے جیسے صاحبان مناصب مثلاً وزیر اعظم، صدر صاحب قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہیں کہ میں تمہارا خادم ہوں اب کوئی کہتا پھرے کہ

---

[26] (مدارج النبوۃ اُردو، باب سوم، وصل ازالہ شبہات از بعض آیاتِ مبہمات، 121/1، شبیر برادرز، زبیدہ سینٹر، اُردو بازار، لاہور)

[27] (سورۃ الفتح، آیت 10) ترجمہ: ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

[28] (سورۃ النور، آیت 35) ترجمہ: اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق۔

[29] (سورۃ الاعراف، آیت 23)

[30] (سورۃ الانبیاء، آیت 87)

[31] (سورۃ الشعرآء، آیت 20)

وزیر اعظم اور صدر ہمارے خدام و غلام ہیں تو مار کھائے گا۔ یونہی انبیاء کرام علیہم السلام کے تواضعانہ الفاظ مثلاً **بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** کہے کہ حضور ﷺ تو ہماری مثل ہیں تو جہنم کی سزا پائے گا۔

سوال: اہل سنت انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور ﷺ کے لئے بشر کے اطلاق کو حرام سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن واحادیث میں صراحۃً انبیاء کرام علیہم السلام کو بھائی، برادر کہا گیا ہے اسی لئے مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں حضور اکرم ﷺ کو بڑا بھائی کہہ دیا تو حرج کیا ہے مثلاً حضور ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا: **وَأَكْرِمُوا أَخَاكُمْ** [32]

یعنی تم اپنے بھائی کا (ہمارا) احترام کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہمارے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا [33] ، **وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا** [34] ، **وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا** [35]

ان آیات میں رب نے انبیائے کرام کو مدین، ثمود اور عاد کا بھائی فرمایا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء امتیوں کے بھائی ہوتے ہیں۔

جواب: حضور ﷺ نے اپنے کرم کریمانہ سے بطور تواضع و انکسار فرمایا اخاکم اس فرمانے سے ہم کو بھائی کہنے کی اجازت کیسے ملی؟ ایک بادشاہ اپنی رعایا سے کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کا خادم ہوں تو رعایا کو حق نہیں کہ بادشاہ کو خادم کہہ کر پکارے۔ اسی طرح رب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شعیب و صالح و ہود علیہم السلام مدین اور ثمود اور عاد قوموں میں سے تھے۔ کسی اور قوم کے نہ تھے یہ بتانے کے لئے اَخَاہُم فرمایا یہ کہاں فرمایا کہ ان کی قوم والوں کو بھائی کہنے کی اجازت دی گئی۔ یہ تو عرف و محاورہ کے طور پر انبیاء کرام علیہم السلام کا تعارف کرایا گیا ہے کہ وہ حضرات اپنی برادری اور قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں انبیاء کرام علیہم السلام کو بھائی بھائی کہا جائے۔

سوال: قرآن مجید میں ہے: **اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ** [36] اور حضور ﷺ بھی مومن ہیں لہٰذا آپ بھی مسلمانوں کے بھائی ہوئے تو حضور ﷺ کو کیوں نہ بھائی کہا جائے؟

---

[32] (مسند الامام احمد بن حنبل، مسند النساء، مسند الصدیقة عائشة، 18/41، الحدیث 24471، مؤسسة الرسالة)

[33] (سورۃ الاعراف، آیت 65)

[34] (سورۃ ھود، آیت 61)

[35] (سورۃ الاعراف، آیت 85)

[36] (سورۃ الحجرات، آیت 10) **ترجمہ:** مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔

جواب: پھر تو خدا کو بھی اپنا بھائی کہو کیونکہ وہ بھی مومن ہے۔ قرآن مجید میں ہے، اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ[37] اور ہر مومن آپس میں بھائی لہٰذا خدا بھی مسلمانوں کا بھائی۔ معاذ اللہ

سوال: حضور ﷺ اولادِ آدم ہیں ہماری طرح کھاتے پیتے، سوتے، جاگتے اور زندگی گزارتے ہیں، بیمار ہوتے ہیں، موت آتی ہے اتنی باتوں میں شرکت ہوتے ہوئے ان کو بشر یا اپنا بھائی کیوں نہ کہا جائے؟

جواب: اس کا فیصلہ مثنوی مولانا روم نے خوب فرمادیا ہے:

گفت ایں کہ مابشر ایشاں بشر		ماؤ ایشاں بستہ خوابیم و خور
ایں نہ دانستند ایشاں از عمے		درمیاں فرقے بود بے انتہا
ہردو یک گل خود زنبورو نحل		زاں یکے شد نیش زاں دیگر عسل
ہر دوگوں آہو گیا خور دندو آب		زیں یکے سرگیں شدوزاں مشکناب
ایں خورد گردو پلیدی زیں جدا		واں خورد گردو ہمہ ہمان نورِ خدا

یعنی کفار نے کہا کہ ہم اور پیغمبر بشر ہیں کیونکہ ہم دونوں کھانے، سونے سے وابستہ ہیں اندھوں نے یہ نہ جانا کہ انجام میں بہت بڑا فرق ہے۔ بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہے مگر اس سے زہر اور اس سے شہد بنتا ہے۔ دونوں ہرن ایک ہی دانہ پانی کھاتے ہیں مگر ایک سے پاخانہ دوسرے سے مشک بنتا ہے۔ یہ جو کھاتا ہے اس سے پلیدی بنتی ہے نبی کے کھانے سے نورِ خدا ہوتا ہے۔

نوٹ: یہ سوال تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ میری کتاب اور قرآن یکساں ہیں کیونکہ یہ دونوں ایک ہی روشائی سے ایک کاغذ پر ایک ہی قلم سے لکھی گئیں۔ ایک ہی قسم کے حروف تہجی سے دونوں بنیں ایک ہی پریس میں چھپیں، ایک ہی جلد ساز نے جلد باندھی، ایک ہی الماری میں رکھی گئیں پھر ان میں فرق ہی کیا ہے مگر کوئی بیوقوف بھی نہیں کہے گا کہ ان ظاہری باتوں سے ہماری کتاب قرآن کی طرح ہوگئی تو ہم صاحب قرآن کی مثل کس طرح ہوسکتے ہیں؟ یہ نہ دیکھا کہ حضور کا کلمہ پڑھا جاتا ہے ان کو معراج ہوئی ان کو نماز میں سلام کرتے ہیں اور ان پر درود بھیجتے ہیں۔ تمام انبیاء و اولیاء اُن کے خدام بارگاہ ہیں یہ اوصاف ماوشما (ہم اور تم) تو کیا ملائکہ کو بھی نہ ملے مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ بَلْ هُوَ كَالْيَاقُوْتِ بَيْنَ الْحَجَرِ

یعنی حضور ﷺ بشر ہیں عام بشر نہیں جیسے یاقوت پتھر ہے مگر عام پتھر نہیں۔

سوال: شمائل ترمذی میں حضرت صدیقہ کی روایت ہے کہ فرماتی ہیں: کان بشر من البشر[38]

یعنی حضور ﷺ بشروں میں سے ایک بشر تھے۔

یعنی اسی طرح جب حضور ﷺ نے عائشہ صدیقہ کو اپنی زوجیت سے مشرف فرمانا چاہا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں آپ کا بھائی ہوں کیا میری دختر آپ کو حلال ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ نے حضور ﷺ کو بشر کہا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو بھائی بتایا۔

---

[37] (سورۃ الحشر، آیت 23)

[38] (الشمائل المحمدیة للترمذی ، باب ما جاء تواضع الرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ، ص228، الحدیث343، المکتبة التجاریة، مصطفی أحمد الباز المکة المکرمة)

جواب: بشر یا بھائی کہہ کر پکارنا یا محاورہ میں نبی کریم ﷺ کو یہ کہنا حرام ہے۔عقیدہ کے بیان یادریافت مسائل کے اور احکام ہیں۔حضرت صدیقہ یا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما عام گفتگو میں حضور ﷺ کو بھائی یا بشر نہ کہتے تھے یہاں ضرورۃ اس کلمہ کو استعمال فرمایا ہے صدیقۃ الکبریٰ تو یہ فرمارہی ہیں کہ حضور ﷺ کی زندگی پاک نہایت بے تکلفی اور سادگی سے عام مسلمانوں کی طرح گذری کہ اپنا ہر کام اپنے ہاتھ ہی سے انجام دیتے تھے۔اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ دریافت کیا کہ حضور نے مجھے خطابِ اخوت سے نوازا ہے کیا اس خطاب پر حقیقی بھائی کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟اور میری اولاد حضور ﷺ کو حلال ہوگی یا نہیں؟ہم بھی عقیدے کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں حضرت خلیل علیہ السلام نے ایک ضرورت پر حضرت سارہ کو فرمایا ھذا اختی یہ میری بہن ہیں حالانکہ وہ آپ کی بیوی تھیں۔اس سے لازم نہیں آتا کہ حضرت سارہ اب آپ کو بھائی کہہ کر پکارتیں۔

صحابہ کرام کا ادب: سب کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ رشتہ میں صدیقہ کے زوج اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کی اولاد ہیں مگر یہ حضرات جب بھی روایت حدیث کرتے ہیں تو صدیقہ یہ نہیں فرماتیں کہ میرے زوج نے فرمایا سب یہی فرماتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ تو جو حضرات رشتہ کے لحاظ سے بھائی ہیں وہ بھی بھائی نہیں کہتے تو ہم کمینوں غلاموں کو کیا حق ہے کہ بھائی کہیں

نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم		زانکہ نسبت بہ سگِ کوی تو شد بی‌ادبی[39]
ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب		ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی ست [40]

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب: آپ سے سوال ہوا کہ آپ بڑے بشر ہیں یا حضور ﷺ ۔آپ نے فرمایا بڑے تو آپ (ﷺ) ہیں ہاں میں آپ سے دو سال پہلے پیدا ہوا۔[41] (شفاء ملخصا)

فائدہ: غور فرمایئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچا ہیں اور حضور ﷺ اُن کا اکرام و احترام والد جیسا فرماتے اور عام حکم فرمایا:

أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ[42] یعنی تیرا چچا تیرے باپ کی مانند ہے۔

لیکن حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گوارا نہ ہوا کہ وہ خود کو حضور ﷺ سے اُونچا (بڑا) کہیں۔اگر کہتے تو ان کا حق تھا لیکن ادب بھی تو ایک اعلیٰ جوہر ہے اسے کیسے چھوڑتے۔

---

39) شاعر: حاجی جان محمد قدسی ترجمہ: میں نے خود کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کتے سے نسبت دی اور اب شرمساری محسوس کر رہا ہوں۔۔کیونکہ خود کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کتے سے نسبت دینا بھی بے ادبی تھی۔

40) شاعر: ہمام الدین علاء تبریزی ترجمہ: ہزار بار بھی اگر اپنا منہ مشک و گلاب سے دھوؤں، تو پھر بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا (پاکیزہ) نام لینا بہت بڑی بے ادبی ہے!

41) (المصنف، كتاب التأريخ، كتاب التأريخ، 42/8، الحديث4968-(65)، دار الفكر، سنة النشر: 1414ھ/1994م)

42) (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب في تقديم الزكاة ومنعها، 677/2، الحديث983، دار إحياء الكتب العربية)

(سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه، 611/5، الحديث3761، دار الكتب العلمية)

انتباہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات تاریخ میں تفصیل کے ساتھ ثبت ہیں کسی صحابی نے حضور سرورِ عالم ﷺ سے رشتہ داری کو ملحوظ رکھ کر وہی رشتہ استعمال کیا ہو مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے داماد ہیں، حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے کہا ہو کہ آپ ﷺ ہمارے سسر ہیں، حضرت عباس وحضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے کہا ہو کہ حضور ﷺ ہمارے بھتیجے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ کسی کو اعلیٰ عہدہ دار سے کوئی نسبت ہوتی ہے تو وہ فخر وناز سے اہل دنیا پر فوقیت کے اظہار پر کہتا ہے میں تو وزیر اعظم یاصدر کا سسر ہوں یاداماد ہوں یافلاں ہوں یہ ہوں اور وہ ہوں بلکہ ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ محض قومی نسبت ہو تو بھی وہ صاحبان عوام کے کان کھاجاتے ہیں کہ جناب صدر ووزیر اعظم تو ہماری برادری کے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن صحابہ کرام کے ادب کا حال اوپر معلوم ہوا کہ کسی بھی موقعہ پر صراحۃً وکنایۃً نہ اشارۃً رشتہ ظاہر کیا بلکہ صدق دل سے فخر وناز سے کہتے کہ ہمارے آقا ﷺ یہ فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ اکثر بولتے فِدَاکَ أَبِيْ وَأُمِّيْ وَرُوْحِيْ وغیرہ اور یہاں یہ حال ہے کہ ہر موضوع میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ ہمارے جیسے بشر ہیں۔ فرق صرف نبوت کا ہے اور بس۔

سوال: جب تم مانتے ہو کہ حضور ﷺ بشر ہیں اگرچہ نور ہی سہی لیکن پھر بھی کہتے ہو کہ آپ ﷺ کو بشر نہ کہو۔

جواب: دل میں عقیدہ رکھنا اور ہے اور اسے زبان پہ لانا اور بہت سے شرعی مسائل ہیں جن کے لئے عقیدہ دل میں رکھا جانا ضروری ہے لیکن اسے زبان پہ لانا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ بسا اوقات کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے مثلاً ہم سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہر شے کا خالق ہے لیکن زبان پہ لانا کہ وہ خالق الکلاب والخنازیر والقاذورات ہے کفر ہے جیسا کہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا[43] بعینہٖ اسے مولوی اشرف علی تھانوی نے بوادر النوادر میں نقل کیا۔

یونہی حضور سرورِ عالم ﷺ کو چرواہا کہنا کفر ہے حالانکہ آپ ﷺ نے بکریاں چرائیں اگرچہ مزدوری پر نہیں۔ آپ کو بکریاں چرانے والا مانیں گے لیکن زبان پر چرواہا لانا گستاخی ہے وغیرہ وغیرہ۔ یونہی ماں، باپ اسماء جیسے ہیں ہم نام لے کر انہیں پکاریں گے وغیرہ وغیرہ۔ اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "گستاخی کیا ہے؟" کا مطالعہ کیجئے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

[43] (شرح فقه الاکبر، مطلب افعال العباد، مطبعه عثمانیه دہ طبع اول لنمشدر، 1886)